بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

001: سورۃ الفاتحہ کی مختصر تفسیر

سورۃ الفاتحہ کی مختصر تفسیر، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ آمین

(الفاتحہ :1-7)

سورۃ الفاتحہ مکی سورۃ ہے اور اس عظیم سورۃ کی سات آیات ہیں۔ اس سورۃ کے ترجمے اور تفسیر سے پہلے اس عظیم سورۃ کا مختصر سا تعارف کر لیتے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کی سب سے عظیم سورۃ ہے سورۃ الفاتحہ کے مختلف نام ہیں جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں اور قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔ سورۃ کا نام الفاتحہ ہے اور فاتحہ اس لیے ہے کہ قرآن مجید کی افتتاح اسی سورۃ سے ہوتی ہے۔

اس سورۃ کا نام الرقیۃ بھی ہے کیونکہ شرعی دم میں رقیۃ شرعیہ میں یہ سب سے پہلی سورۃ ہے جو پڑھی جاتی ہے۔

اس سورۃ کا نام الصلاۃ بھی ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں "قَسَمْتُ الصَّلاَةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ" (میں نے نماز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے)۔ اور سورۃ الفاتحہ پڑھی اور آیات کی تقسیم فرمائی۔

سورۃ الفاتحہ کا نام السبع المثانی والقرآن العظیم بھی ہے۔ السبع المثانی، وہ سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔

اور قرآن عظیم بھی ہے اور اسے اُم القرآن بھی کہا جاتا ہے اور اُم الکتاب بھی کہا جاتا ہے الغرض اور بھی نام ہیں اس سورۃ کے۔

قرآن مجید کی سب سے عظیم سورۃ ہے کیونکہ اس عظیم سورۃ میں دین کی اساس موجود ہے، شریعت کا خلاصہ اور دنیا اور آخرت کی کامیابی موجود ہے۔ اس عظیم سورۃ میں اللہ تعالیٰ کا تعارف، اللہ تعالیٰ کی تعریف، تعریف کا طریقہ کیا ہے اور دین کی اساس جیسا

میں نے کہا ہے توحید ہے توحید کا معنی، توحید کی قسمیں، عبادت کا معنی، عبادت کی قسمیں، عبادت کے ارکان، عبادت کی شروط، ہدایت کی اہمیت، ہدایت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ، عقیدے کی اساس اور صحیح منہج کی تعریف اور علامت اور باطل عقائد اور مناہج کے اسباب اور علامات یہ سب اس سورۃ میں موجود ہے۔ سبحان اللہ۔

اگر اس سورۃ کو صحیح سمجھا جائے اور اس کا حق ادا کیا جائے تو پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے یہ سورۃ یہی وجہ ہے کہ ہم نماز میں ہر رکعت میں سورۃالفاتحہ پڑھتے ہیں اور نماز میں سورۃالفاتحہ پڑھنا جو ہے نماز کے ارکان میں سے ہے اور رکن کسی عبادت کا وہ حصہ ہوتا ہے جس کے بغیر وہ عبادت قائم ہو ہی نہیں سکتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے سورۃالفاتحہ نہیں پڑھی ام القرآن نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی)۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اس عظیم سورۃ کی مختصر تفسیر ویسے یہ کہتا چلوں کہ اس عظیم سورۃ کی تفسیر یعنی مختلف مفسرین نے کی ہے میں آپ کو خلاصہ بتاتا ہوں یہاں پر طالب علم جو ہے وہ اس سورۃ کے پانچ مختلف تفاسیر کر سکتا ہے یعنی ابتدا سے لے کر آخر تک معنی ایک ہوں گے لیکن انداز آپ مختلف طریقے سے کر سکتے ہیں۔ آج کی نشست میں ایک طریقہ اپناتے ہیں اور کبھی ان شاءاللہ کسی اور درس میں کسی اور طریقے سے کریں گے ان شاءاللہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا ربّ ہے)

﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (بہت مہربان رحم کرنے والا ہے)

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (بدلے کے دن کا مالک ہے)

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں)

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے)

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴾ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا)

﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ (نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا)

﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے)۔

اس سورۃ کی ابتداءایک عظیم لفظ سے ہوئی﴿اَلْحَمْدُ﴾اور الف لام جو ہے استغراق کے لیے ہے یعنی ساری کی ساری تعریفیں جو ہیں۔﴿اَلْحَمْدُ﴾ تعریف ہے اور اَل جب لگ جاتا ہے کسی لفظ کے ساتھ﴿اَلْحَمْدُ﴾ تعریف جو ہے تو اس کا معنی کہ مکمل حمد استغراقاً، ہر اعتبار سے ساری کی ساری تعریفیں ﴿لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا مالک ہے) ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾(بہت مہربان رحم کرنے والا)﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾(بدلے کے دن کامالک ہے)۔

اس سورۃ کو سورۃالحمد بھی کہا جاتاہے اس لیے کہ اس کی ابتداء﴿اَلْحَمْدُ﴾ کے لفظ سے ہوئی۔﴿اَلْحَمْدُ﴾ تعریفیں ہیں تعریفیں اور اَل سے تمام تعریفیں ہو گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ یوں فرمارہے ہیں کہ اگر لوگ کسی کی حمد وثنا کرتے ہیں تعریفیں کرتے ہیں اس کی ذات اس کے نام اور صفات کی خوبیوں کی وجہ سے تو میں اللہ ہوں میرے نام اسماءالحسنیٰ ہیں اور میری صفات صفات الکمال ہیں ،اور اگر کوئی کسی کی تعریف اس لیے کرتا ہے کہ جس کی تعریف کی جارہی ہے وہ انعام اور احسان کرنے والا ہے تو میں سارے جہانوں کا ربّ ہوں سب پر احسان اور انعام کرنے والا ہوں، اگر کوئی کسی کی تعریف اس لیے کرتا ہے کہ اس سے کسی خیر کی امید رکھتاہے تو میں﴿الرَّحْمٰنِ﴾ ہوں﴿الرَّحِيْمِ﴾ ہوں بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہوں،اور اگر کوئی شخص کسی کی تعریف اس کے ڈر کی وجہ سے کرتاہے تو میں﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہوں بدلے کے دن کامالک ہوں۔

اور حقیقتاً دیکھا جائے کہ کوئی بھی شخص کسی کی تعریف ان چار چیزوں کی وجہ سے ہی کرتا ہے آپ کو پانچویں چیز نہیں ملے گی ۔کسی کی تعریف کیوں کی جاتی ہے؟ یاتواسکی خوبیوں کی وجہ سے خوبصورتی کی وجہ سے یااس کے انعام اور احسان کی وجہ سے یااس کے بھلائی اور خیر کی وجہ سے اور یااس کے ڈر کی وجہ سے۔اور یہ ساری تعریفیں کہاں جمع ہو جاتی ہیں؟ایک ذات میں اللہ ربّ العالمین کے لیے۔

تو اگر یہ تعریفیں موجود ہیں پوری دنیا میں تو ان تعریفوں کا اولین حق دار میں ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،اس لیے سورۃ کی ابتدا ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کے لفظ سے ہوئی ہے تو ہر قسم کی حمد وثناء تمام تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں اور لام جو ہے یہ استحقاق کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی واحد مستحق ہے ان تمام تعریفوں کا۔

مخلوق میں سے آپ دیکھیں یہ ساری کی ساری تعریفیں مخلوق میں مشکل سے پائی جاتی ہیں کیونکہ نہ توانسان ذات کے اعتبار سے کامل ہے نہ صفات کے اعتبار سے کامل ہے اور نہ ہی انعام اور احسان کے اعتبار سے کامل ہے تو تمام تعریفیں تمام تعریفوں کا مستحق جو ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے ربّ العالمین۔﴿اَلْحَمْدُ﴾ عبادت ہے اور اللہ کے لیے حمد کرنا جو ہے توحید عبادت ہے تو اس سورۃ

کی ابتدا توحید عبادت سے ہی ہوئی ہے جو ہماری دین کی اساس ہے اور سب سے پہلا اور سب سے عظیم حق اللہ تعالیٰ کا جو ہے توحید عبادت کا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ایک مرتبہ کہ اے معاذ ! بتاؤ اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے بندوں پر اور بندوں کا حق کیا ہے اللہ تعالیٰ پر؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں "اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ" (اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ (ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی اور کو شرک نہ ٹھہرائیں)۔ یہ حق ہے توحید عبادت۔

﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ توحید ربوبیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ربّ ہے اس کے سوا کوئی ربّ نہیں ہے۔ اور ربّ میں عمومی طور پر ربّ اسے کہا جاتا ہے جس میں تین صفات پائی جائیں "الخلق والملك والتدبير" (جو خالق ہے جو مالک ہے اور جو تدبیر کرنے والا ہے)۔ یہ اجمالی طور پر تین چیزیں ہیں اور اگر تفصیلاً بتائی جائیں تو تدبیر میں بعض چیزیں اور بھی شامل ہو جاتی ہیں جیسا کہ رزق ہے، مشکل کشائی ہے، حاجت روائی ہے، نفع نقصان کی ملکیت ہے یہ سب ربوبیت کے معنی میں موجو ہیں۔ اور ﴿الْعٰلَمِيْنَ﴾ جمع عالم ہے اور عالم جہان کو کہتے ہیں اور عالم اس لیے کہتے ہیں کیونکہ عَلَم ہے، نشانی ہے کہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے۔ مخلوقات جتنی بھی ہیں خالق کی نشانی اور علامت ہیں یہ مخلوقات خود دنیا میں نہیں آئیں کسی نے پیدا کیا ہے۔ تو یہ مخلوقات جو ہیں یہ علامت ہیں خالق کی تو اللہ سبحان وتعالیٰ ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہیں۔

جب ربوبیت کے معنی کے تعلق سے بات کی جاتی ہے تو عمومی طور پر ڈر سا لگ جاتا ہے یہ ربّ جو ہے جو سارے جہانوں کا ربّ ہے یہ ہے کیسا؟ کیونکہ دنیا کے ارباب بھی دیکھے ہیں اصحاب اقتدار بھی دیکھیں ہیں، اثر ورسوخ والے لوگوں کو بھی دیکھا ہے دنیا میں ان میں جبر ہوتا ہے ان میں سختی ہوتی ہے ان میں ظلم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے فرمایا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔

﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ بھی ہے اور ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ اور ﴿الرَّحِيْمِ﴾ بھی ہے۔ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ وسیع رحمت والا بہت مہربان ہے جس کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں پر بھی رحم فرماتا ہے، کافر نافرمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں کفر کے ساتھ جنگ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندگی دیتا ہے ان کو رزق دیتا ہے ان کے لیے زندگی میں آسانیاں فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی رزق عطا فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ وسیع رحمت ہے اور وسیع رحمت میں اس مہربانی میں ساری مخلوق شامل ہے کافر بھی

شامل ہیں جانور بھی شامل ہیں۔ اور ﴿الرَّحِيمِ﴾ رحم کرنے والا ہے یہ وہ رحمت ہے جو مخلوق تک پہنچتی ہے۔ دنیا میں نام کے رحم کرنے والے بہت ہیں لیکن کام کا رحم کرنے والے بہت کم ہیں تو اللہ ربّ العالمین جل شانہ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ بھی ہیں اور ﴿الرَّحِيمِ﴾ بھی ہیں۔

﴿الرَّحْمٰنِ﴾ میں اسم کے اعتبار سے رحم کرنے والا ہے نام کے اعتبار سے بہت مہربان ہے وسیع رحمت والا ہے اور ﴿الرَّحِيمِ﴾ میں "الرحمة الواصلة" عربی میں کہتے ہیں وہ رحمت جو مخلوق تک پہنچتی ہے، فعل کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ خوب رحم کرنے والے ہیں اپنی مخلوقات پر اور جو ﴿الرَّحِيمِ﴾ کی رحمت ہے یہ خاص رحمت ہے ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ کی رحمت عام ہے جس میں کافر اور جانور بھی شامل ہیں۔ ﴿الرَّحِيمِ﴾ کی رحمت خاص ہے اللہ کے خاص بندوں کے لیے اپنے پیاروں کے لیے اہل ایمان کے لیے اہل توحید کے لیے اہل سنت کے لیے (جیسے تفصیل آگے آئے گی) صحیح منہج والوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں صالحین ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ پیارے ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے قریب ہیں مخلوقات میں سے انسانوں میں سے خصوصی طور پر اہل ایمان میں سے سب سے زیادہ قریبی اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں صدیقین ہیں شہداء اور صالحین ہیں یہ خاص رحمت جو ہے ان کے لیے خاص ہے اور ہر اس شخص کے لیے جو ان کے نقش قدم پر چلتا ہے جو ان کے گروہ میں شامل ہے۔ جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ہم سنتے ہیں تو امید سی جاگ آتی ہے کہ اللہ ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ﴿رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے اور پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ بھی ہے۔

جب ہم کہتے ہیں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تو محبت ہو جاتی ہے کیونکہ تمام جہانوں کا ربّ ہے پالنے والا ہے، خالق ہے، مالک ہے، تدبیر کرنے ولا ہے، اس کے سوا کوئی بھی نہیں ہے تدبیر کرنے والا، اس کے سوا کوئی نہیں ہے مالک اور رازق اور خالق اور ساری کی ساری تعریفیں بھی اسی ذات کے لیے ہیں تو دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے، سبحان اللہ۔

اور پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ سے امید پیدا ہو جاتی ہے جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ہے میرا ربّ تو امید ہے کہ مجھ پر بھی رحم فرمائے گا، میں گناہ گار ہوں مسکین ہوں حقیر ہوں فقیر ہوں غلطی ہو جاتی ہے پاؤں پھسل جاتا ہے لیکن میرا ربّ ہے جو ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ہے۔ امید ہوتی ہے توبہ کی طرف دل مائل ہوتا ہے پھر توبہ ہوتی ہے اور پھر زندگی اس طریقے سے گزرتی رہتی ہے۔ تاکہ صرف امید نہ رہے اور یہ امید حد سے گزر نہ جائے کیونکہ اگر امید حد سے گزر گئی تو پھر یہ امید میں غلو کرنا

ہلاکت کا باعث ہوتا ہے انسان اللہ تعالی کی پکڑ سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھ لیتا ہے اور پھر نافرمانیاں جو ہیں وہ آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی ہیں اور توبہ سے دوری ہو جاتی ہے تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ بدلے کے دن کا مالک ہے یوم الدین کا مالک ہے، یوم الجزاء والحساب کا مالک ہے یہی ربّ ہے۔ ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ قیامت کا دن ہے جس میں بدلہ ہمارے اعمالوں کا ہمیں دیا جائے گا۔ جو کچھ ہم دنیا میں کر رہے ہیں ہم نے ایک ایک قول کا اور ایک ایک فعل کا حساب دینا ہے، واللہ! سب درج ہو رہا ہے ہمارے اقوال اور افعال سب درج ہو رہے ہیں اور ایسے نامۂ اعمال میں درج ہو رہے ہیں جس میں بڑی سے پہلے چھوٹی باتیں لکھی جا رہی ہیں۔ کیسی کتاب ہے؟ ﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا﴾(الکھف:49)۔ اگر کسی شخص کا مذاق اڑاتے ہوئے اس پر ہنسا گیا ہے تو مسکراہٹ الگ سے لکھی جائے گی اور ہنسنا الگ سے لکھا جائے گا اور اس کا مذاق اڑانا الگ لکھا جائے گا صرف مذاق اڑانا نہیں ہو گا۔ ﴿صَغِيْرَةً﴾ مسکرانا ہے۔

انسان میں ابتداء کس چیز سے ہوتی ہے؟ مسکراہٹ سے ہوتی ہے پھر انسان ہنستا ہے پھر اگر قہقہے لگاتا ہے تو پھر وہ اور ہے۔ تو عمل ایک ہی ہے لیکن ایک نہیں لکھا گیا اس کے اجزاء جو ہیں اس کے حصے سارے لکھے گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس عظیم دن کا مالک ہے بدلے کے دن کا مالک ہے، ہم نے اپنے اقوال اور افعال کا بدلہ دینا ہے حساب ہو گا اور وہاں پر کوئی دینار کوئی درہم نہیں ہو گا وہاں پر ہمارے اپنے اعمال ہی ہوں گے اس لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ ہر انسان سے حساب لے گا بغیر ترجمان کے)۔ ذرا غور کریں حدیث پر کہ ہر انسان سے ہر بندے سے اللہ تعالیٰ حساب لے گا بغیر ترجمان کے۔ یعنی بیچ میں کوئی ہو گا کوئی نبی، کوئی ولی، کوئی فرشتہ، کوئی ہو گا بیچ میں؟ کوئی بھی نہیں ہو گا۔ تو انسان اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گی دائیں طرف دیکھے گا اپنے اعمال نظر آئیں گے بائیں طرف دیکھے گا اپنے اعمال نظر آئیں گے۔

یہ ہر طرف کیوں دیکھ رہا ہے؟ کیوں دیکھے گا انسان کبھی آگے کبھی دائیں کبھی بائیں کیوں دیکھے گا؟ کہ کاش کوئی اس وقت ہو جو میرے مدد کر سکے! مال، دولت، بیوی بچے، اقتدار، دنیا کی طاقت، دوست واحباب کوئی بھی ہو آج میں بڑی مصیبت میں ہوں کوئی ہے میری مدد کرنے والا! تو سامنے کیا نظر آئے گا؟ جہنم ہے، دائیں طرف دیکھے گا کوئی یار و مددگار نہیں ہے کوئی طاقت باقی نہیں رہی، کوئی دوست واحباب نہیں ہے کوئی پیارا نہیں ہے۔ پیاروں کا حال کیا ہے؟

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝۳۴ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝۳۵ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝۳۶ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾(عبس :34-37)

ہر بندہ اپنے معاملے میں پریشان ہے اور مشغول ہے مصروف ہے اپنی فکر لگی ہے سب کو۔ تو یہ انسان دائیں طرف اپنے اعمال دیکھے گا بائیں طرف اپنے اعمال دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" (بس آگ سے بچوا گرچہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب سے کیوں نہ ہو)۔

کھجور کا ٹکڑا! شِق کہتے ہیں آدھی کھجور کے ٹکڑے کو۔ اگر تمہارے پاس ایک کھجور ہے اور فقیر آیا ہے تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو جہنم سے بچنے کے لیے آدھی کھجور کا ٹکڑا ہی کافی ہے آپ کو جہنم سے بچانے کے لیے۔ کھجور کا ٹکڑا، ہو سکتا ہے یہ عمل جو ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور نامۂ اعمال میں ترازو میں کیا تلے گا؟ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ اتنا باریک یہ ترازو ہے سبحان اللہ کہ ذرہ برابر عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (الزلزلة:7-8)

کسی عمل کو حقیر نہ سمجھیں واللہ! بعض لوگ سمجھتے ہیں یار ایک ریال دینے سے کیا ہوتا ہے؟! اگر ترازو کا پتہ ہوتا ناں کہ اس پر تلتا کیا ہے کیا تولا جاتا ہے اس پر تو پھر پتہ چلتا کہ ریال کی کیا قدر و قیمت ہے تمہیں کیا پتہ اس ریال سے کسی کا پیٹ بھر جائے، کسی کے لیے آسانی ہو جائے۔ قطرے قطرے سے سمندر بنتا ہے کہ نہیں؟ آپ کے ایک ریال سے ہو سکتا ہے اس کے لیے آسانی ہو جائے اور آپ کو دیتے ہوئے اگر کوئی شخص دیکھتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے وہ بھی اس خیر عمل میں شامل ہو جاتا ہے وہ بھی ایک ریال دیتا ہے، تیسرا دیکھتا ہے دسواں دیکھتا ہے تو ایک کی جگہ دس نہیں ہو گئے اس کے لیے! ایک دن کا کھانا ملا کہ نہ ملا اسے؟ آپ کے ایک چھوٹے سے عمل سے جس کو آپ چھوٹا سمجھتے ہیں اور حقیر سمجھتے ہیں واللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بھی عمل حقیر نہیں ہے بشرطیکہ اسی کے لیے کیا گیا ہو جیسے آگے بیان ہو گا۔

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا مالک ہے۔ اور دنیا میں لوگ بھی ایسے ہیں جو ملکیت رکھتے ہیں کسی نہ کسی چیز کی تو ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کا کیوں لفظ کہا گیا ہے پورے جہاں کا مالک کیوں نہیں؟ دنیا کا مالک بھی ہے آخرت کا مالک بھی ہے تو صرف ﴿يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ یہاں پر کیوں خصوصی طور پر ہے؟ کیونکہ اصل ملکیت جو اس دن پتہ چلے گی کہ ہوتی کیا ہے۔ کسی کی کوئی بات نہیں مانی جائے گی، کسی کا حکم نہیں چلے گا اللہ تعالیٰ کے سوا، سفارشی بھی شفاعت کرنے والے بھی شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اور رضا سے کریں گے اگر اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے اور اجازت نہیں ہے تو شفاعت کرنے والا بھی شفاعت نہیں کر سکتا کیونکہ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ایک ہی ذات ہے صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس دن میں کچھ بھی

کرنے کے قابل نہیں ہے۔ واللہ! نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی کوئی بھی نہیں اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بہتر کون ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں سے بہتر کون ہو سکتے ہیں، کوئی بھی نہیں ہو سکتے۔ جب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ہے تو پھر دل میں ڈر سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عبادت کے کتنے ارکان ہیں؟ تین ارکان ہیں عبادت کے۔ کیا ہیں؟ محبت ہے، امید ہے، ڈر ہے۔ سورۃ کی ابتداء میں توحید عبادت سے ابتدا ہوئی ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ عبادت کے ارکان تینوں آ گئے ہیں اللہ تعالیٰ سے محبت، اللہ تعالیٰ کی امید اور اللہ تعالیٰ کا ڈر۔

اب یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ اللہ ربّ العالمین جل شانہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے وہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ بھی ہے اور ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ بھی ہے لیکن ایک سوال پیدا ہوتا ہے اس ربّ نے مجھے پیدا کیوں کیا ہے؟ میں اس دنیا میں آیا کیوں ہوں؟ میری تخلیق کی وجہ کیا ہے؟ میرے جینے کا مقصد کیا ہے؟ میں نے اس دنیا میں کرنا کیا ہے؟ میں دنیا میں آیا کیوں ہوں؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نہیں؟ اچھا ایک عجیب اور بات بھی دیکھیں دنیا کی واحد کتاب ہے، دیکھیں کوئی بھی کتاب آپ اٹھا کر دیکھ لیں شروع میں کیا ہوتا ہے؟ مصنف ہوتا ہے ناں کس نے تصنیف کی ہے دنیا کی واحد کتاب ہے جس میں کوئی آپ کو مصنف نظر نہیں آئے گا! قرآن مجید اٹھا کر دیکھ لیں قرآن مجید کیا لکھا ہے ابتدائی صفحے میں؟ القرآن الکریم، القرآن المجید۔

تو کس کی تصنیف ہے (یعنی تصنیف نہیں کہیں گے ہم) یہ کس کا کلام ہے؟ یہ کس کی کتاب ہے کہاں سے پتہ چلے گا؟ سورۃ الفاتحہ۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ سورۃ الفاتحہ میں سب سے پہلے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے اور اس تعریف میں اللہ تعالیٰ کا تعارف ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے کون۔ اور واللہ! کئی ایسے لوگ ہیں غیر مسلم اسلام کو کیوں قبول کیا؟ سورۃ الفاتحہ، پہلا صفحہ پڑھا ترجمہ پڑھا اس کی صحیح تفسیر پڑھی اور زبان پر کلمہ آ گیا کہ یہی ربّ ہے اور یہی دین حق ہے۔ سبحان اللہ۔

تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ ہمارے جینے کا مقصد کیا ہے تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ یہ سورۃ کا بنیادی پیغام ہے۔ تعریف ابتدا میں ہے اور تعریف کے بعد اللہ نے خود بیان فرمایا ہے ہمارے سوال کرنے سے پہلے، تعریف بھی ہے تعریف کیسے کرنی ہے خود بیان فرمایا ہے یہ نہیں کہ دنیا میں جا کر کوئی تمہیں اور جا کر سمجھائے گا سکھائے گا کہ اپنے ربّ کی تعریف کیسے کرنی ہے۔ نہیں، تعریف ایسے کرنی ہے۔ کیوں کرنی ہے؟ یہ بھی بتایا گیا ہے کیوں کرنی ہے۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)۔

اگر سیاق دیکھا جائے شروع سے جیسے ہم پڑھتے آرہے ہیں اس عظیم سورۃ کی آیات کو تو "نعبدك و نستعينك" کا ہونا چاہیے (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)۔ تو ﴿إِيَّاكَ﴾ سے ابتدا کیوں ہے؟ اسے کہتے ہیں صیغۃ الحصر یعنی صرف اور صرف اس مقصد کے لیے اور ﴿نَعْبُدُ﴾ اور ﴿نَسْتَعِينُ﴾ صیغۃ الجمع ہے کہ ہم سب صرف تیری ہی۔ صرف کا لفظ کہاں سے آیا؟ ﴿إِيَّاكَ﴾ جو مفعول ہے اسے آگے کر دیں گے۔ ترتیب کیا ہے؟ فعل، فاعل، مفعول ہوتا ہے ناں۔ عربی لغت کے اعتبار سے ترتیب جملوں کی، الفاظوں کی، کلمات کی کیا ہوتی ہے؟ فعل ہے پھر فاعل ہے پھر مفعول ہے۔ جب کسی مؤخر چیز کو مقدم کیا جاتا ہے تو اسے کہتے ہیں صیغۃ الحصر۔ یہ صیغۃ الحصر کے اور بھی طریقے ہیں لیکن ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے۔

صیغۃ الحصر کا دوسرا طریقہ کوئی جانتا ہے؟ الاستثناء فی سیاق النفی یا فی سیاق النہی یا فی سیاق الشرط جیسا کہ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے یا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔ اب دیکھیں یہاں پر وہی صیغہ ہے یعنی کلمۂ توحید کا معنی کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ کا کیا معنی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی برحق معبود نہیں ہے کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور یہاں پر دیکھیں وہی ہے صیغۃ الحصر ہے مفعول کو آگے کر دیا گیا ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:56) ﴿مَا﴾ نفی کے لیے ہے ﴿إِلَّا﴾ استثناء ہے۔ ایک ہی معنی ہے کہ نہیں؟ سبحان اللہ۔ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ میں جو پیغام ہے وہی پیغام ہے کلمۂ توحید میں لا الہ الا اللہ میں اور وہی پیغام ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾۔

اچھا یہ تو پتا چل گیا ہے ہمارے اس دنیا میں وجود کا مقصد "نعبدك و نستعينك" ہے لیکن طریقہ کیا ہے؟ حصر کے ساتھ ہے "صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں" توحید ہے۔ "نعبدك" میں جو پیغام ہے وہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ میں نہیں ہے۔ "نعبدك" "تیری عبادت کرتے ہیں کسی اور کی بھی کر سکتے ہیں کہ نہیں کر سکتے ہیں؟ کر سکتے ہیں۔ لیکن ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ میں حصر ہے (صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ہیں)۔ اور جب عبادت ایک عظیم عمل ہے جس کے لیے ہمیں اللہ نے پیدا کیا ہے زندگی کا مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی اس لیے کیا فرمایا ہے؟ ﴿وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾۔ اگرچہ مدد طلب کرنا اللہ تعالیٰ سے عبادت ہے" نعبدك" میں شامل ہے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ میں ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ بھی شامل ہے اس کے اندر ہے۔ کیونکہ اللہ سے مدد طلب کرنا عبادت ہے کہ نہیں؟ عبادت ہے۔

الگ سے کیوں بیان کیا ہے؟تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر اعانت کے بغیر کوئی بھی عبادت کے لائق ہی نہیں ہے ہم نالائق ہیں سب،تاکہ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میں بڑا عبادت گزار ہوں میں تہجد گزار ہوں،میرے جیسا کوئی نہیں ہے میں ہی کرنے والا ہوں،نہیں ہم کیا کرنے والے ہیں! ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر جھکانے والے ہیں ہم سعی کر سکتے ہیں قدم بڑھا سکتے ہیں واللہ! سب اللہ کی اعانت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔تو﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾۔

ایک اور بھی ہمیں اس میں معنی ملتا ہے اگر دیکھا جائے یہاں پر ایک شخص کے تعلق سے اگر بات کی جائے تو"اعبدك و استعينك"یا"اياك اعبد و اياك استعين"۔ایسا نہیں ہے۔جمع کا صیغہ کیوں ہے؟کیونکہ سورۃ الفاتحہ کے ناموں میں سے کیا ہے؟الصلاۃ بھی ہے ناں،نماز میں پڑھی جاتی ہے ناں تو نماز باجماعت کا اس میں پیغام بھی ہے کہ ہم سب مل کر جو نماز پڑھ رہے ہیں صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں صرف تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

یہ تو پتہ چل گیا کہ ہم اس دنیا میں کیوں آئے ہیں اور تخلیق کا مقصد کیا ہے اور اللہ جو﴿رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ہے جو﴿الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾ہے جو﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾ہے مجھے کیوں پیدا کیا ہے پتہ تو چل گیا ہے اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے میرا خالق مجھ سے یہ چاہتا ہے لیکن مجھے اپنے خالق سے کیا مانگنا چاہیے؟میرے خالق نے میرے ربّ نے﴿الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾نے ﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ﴾نے مجھے کیوں پیدا کیا مجھ سے کیا چاہتا ہے؟﴿اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ﴾واضح ہے۔

اچھا اب مجھے اپنے ربّ سے کیا مانگنا چاہیے؟یہ مقصد جب میں پورا کرلوں جس کی وجہ سے مجھے پیدا کیا گیا ہے اب مجھے اپنے ربّ سے کیا مانگنا چاہیے؟مال مانگنا چاہیے مطلب ہے کہ نہیں؟مال مطلوب ہے کہ نہیں؟مطلوب ہے۔صحت عافیت مانگنی چاہیے مطلوب ہے کہ نہیں؟مطلوب ہے۔اہل و عیال مانگنے چاہیئں کہ نہیں؟اچھی دنیا﴿رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(البقرۃ:201)۔

وہ کون سی ایک چیز ہے جس کے بغیر کوئی خیر ہی نہیں ہے؟ایک ہی چیز ہے بس وہی ہم نے اپنے ربّ سے مانگنی ہے اگر وہ ہم نے حاصل کرلی اپنی زندگی میں تو پھر سارے کے سارے خیر کو حاصل کیا جاسکتا ہے اگر یہ ایک چیز ہماری زندگی میں نہ ہو تو پھر نہ تو مال،نہ دولت،نہ بیوی نہ بچے،نہ یہ دنیا،اچھی ہوسکتی ہے اور نہ ہی آخرت اچھی ہوسکتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾(ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے﴿الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾)۔

﴿اِهْدِنَا﴾ ہدایت کی اہمیت جانتے ہیں کیا ہے؟ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمیں یہ اس عظیم سورۃ میں بیان فرمارہے ہیں کہ اپنے ربّ سے ہم یہ دعا کریں یہ مانگیں توحید پر زندگی قائم ہے اپنے ربّ سے ہم مانگتے ہیں دعا کرتے ہیں، مدد بھی اسی سے ہم طلب کرتے ہیں، عبادت صرف اسی کی ہی کرتے ہیں دعا ہم اپنے ربّ سے ہدایت کی کرتے ہیں اور سب مل کر کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان معاشرے کی طاقت، مسلمان معاشرے کی بقاء، مسلمان معاشرے کی عزت اسی ہدایت میں ہے اللہ تعالیٰ ہدایت سے راضی ہوتا ہے اور اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے ہدایت ہی ایک راستہ ہے۔ صرف ہدایت نہیں ہے بلکہ کس چیز کی طرف ہدایت ہے یہ بھی بیان فرمایا ہے تو ﴿اِهْدِنَا﴾ کافی نہیں ہے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔ ﴿الصِّرَاطَ﴾ بھی کافی نہیں ہے ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ لازمی ہے کیونکہ ایک ہی سیدھا راستہ ہے باقی سب ٹیڑھے راستے ہیں ایک ہی سیدھا راستہ ہے ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ہے۔

اچھا کوئی بھی سیدھا راستہ اپنا لو؟ تو اس کی بھی مزید وضاحت کی گئی ہے ﴿الصِّرَاطَ﴾ راستہ ہے ناں اب کیا ہم بات کر رہے ہیں ؟عقیدہ ہو گیا ناں اب منہج کی بات ہم کر رہے ہیں اس دنیا میں ہم نے کس منہج کو اختیار کرنا ہے تاکہ توحید کا حق ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ کی تعریف کا حق ادا کیا جائے اور شریعت پر صحیح اور مکمل عمل کیا جائے۔ دین کو صحیح سمجھنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے صرف ایک ہی منہج ہے اور وہ ہے ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔

یہ منہج ہمیں کہاں سے ملے گا کہاں ڈھونڈیں گے ہم؟ کیا پھر مختلف مناہج کو جا کر ڈھونڈیں گے بیٹھیں گے پوچھیں گے پھر جب ایک صحیح طرح دیکھ لیں گے پھر دوسرے کی طرف جائیں گے پھر تیسرے کی طرف جائیں گے دسویں کی طرف جائیں گے ایسا کریں گے؟ نہیں، اللہ نے ہمیں یوں نہیں چھوڑ دیا جیسے کوئی جنگل میں بھٹک جاتا ہے راستے کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس طرف اس نے جانا ہے۔ نہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ یہ راستہ کس کا ہے، صحیح منہج جو ہے یہ کس کا راستہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴾ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اللہ تعالیٰ کے پیارے کون ہیں؟ جیسا میں نے کہا ہے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے متبعین جو ہیں ان میں یہ تین صفات پائی جاتی ہیں ''صدیقیت'' صدیقین ہیں ''شہادت'' شہداء ہیں اور ''صلاح'' صالحین ہیں۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جانشین انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان

صفات میں دوسرے جو بعد میں آنے والے ہیں ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور مقام رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ افضل انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے سیدالمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے صحابہ میں سے) کس کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں اور ان صحابہ میں سب سے افضل ہیں سیدنا ابو بکر سیدنا عمر سیدنا عثمان پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم پھر دیگر صحابہ جو ہیں۔ سبحان اللہ، یعنی تفصیل کی بھی تفصیل موجود ہے صرف تفصیل نہیں ہے تفصیل کی بھی تفصیل، واللہ! قرآن وسنت میں صحیح احادیث میں موجود ہے۔

کیا انعام کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر؟ صراط مستقیم پر چلنے کا انعام ہے سب سے پہلے، ہدایت کا انعام ہے، یہ دنیا کے سب سے بڑے ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ کون ہیں؟ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ،انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے صحابہ جو ہیں۔ جب یہ دنیا کے سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں تو پھر ان کے نقش قدم پر چلنا ہے کہ نہیں؟ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ صحابی نے براہ راست اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کیا ہے شریعت کا علم براہ راست حاصل کیا ہے۔ یعنی مثال کے طور پر دنیا میں اگر آپ کہیں کسی فیلڈ میں سب سے بڑا پروفیسر ہے دنیا کا جو اس کے Students ہوتے ہیں ان کا کیا مقام ہوتا ہے؟ دنیا کے اعتبار سے لے لیں آپ سب سے بڑا مقام ہوتا ہے کہ نہیں؟ لوگ تمنا کرتے ہیں کہ ہم اس پروفیسر سے علم حاصل کریں اگر پروفیسر دنیا سے چلا جائے تو پھر اس کے جو قریبی Students ہیں جو براہ راست علم حاصل کرتے ہیں ان سے جا کر ہم علم حاصل کریں۔ ہوتا ہے کہ نہیں؟ اور جس یونیورسٹی میں وہ پڑھاتا ہے اس یونیورسٹی کا مقام بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ سبحان اللہ۔

دین کے اعتبار سے بھی دیکھیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بہتر تعلیم دینے والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا دنیا میں اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے صحابہ نے براہ راست علم حاصل کیا ہے ان ہی کا حق ہے کہ ان کی سمجھ کے مطابق دین کو سمجھا جائے۔ قرآن ان ہی کے زمانے میں نازل ہوا اور اہل ایمان کا جب ذکر آتا ہے ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ تو سب سے پہلے کون مخاطب ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اہل ایمان صحابہ ہی ہیں، براہ راست اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کا شرف بھی حاصل کیا ہے، مجلس میں شرکت کا شرف بھی حاصل کیا ہے، براہ راست علم حاصل کرنے کا شرف بھی حاصل کیا ہے تو عظماء ہیں عظیم لوگ ہیں۔ تو ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ یہ حق منہج ہے۔

اچھا کوئی باطل منہج ہے جس سے ہم نے بچنا ہے ؟﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾۔ دو اور مناہج موجود ہیں دنیا میں جن سے بچ کر رہنا ہے۔ صراط مستقیم الگ راستہ ہے ایک منہج ہے ایک صراط ہے جو جنت کی طرف جاتا ہے، دو اور راستے موجود ہیں ایک ہے ہٹ دھرمی کا راستہ دوسرا ہے جہالت کا راستہ ان دونوں سے بچنا ہے دو بڑے خطرناک مناہج موجود ہیں۔﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾(نہ ان کا راستہ جن پر غضب کیا گیا ہے)۔﴿الْمَغْضُوبِ﴾اسم مفعول ہے یعنی غضب ان پر کیا گیا ہے۔ کس کا غضب ہے ؟ یعنی جو ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ ہے وہ غضب بھی کرتا ہے ! وسیع رحمت والا ناراض بھی ہوتا ہے اور غضب بھی نازل ہوتا ہے بعض بندوں پر ! جی ہاں۔ یہ کون ہے ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ اور کیوں کہا گیا ہے ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾؟ مفسرین فرماتے ہیں یہ یہودی ہیں اور یہودیوں کے راستے کی اتباع کرنے والے ہیں۔

یہودیوں نے کیا کیا ہے ؟ ان کے پاس علم تو تھا لیکن جان بوجھ کر علم کے ہوتے ہوئے حق کا رد کر دیا حق کو قبول نہیں کیا اس لیے اللہ کے غضب کے مستحق ٹھہرے ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ ہیں۔ حق کو کیوں نہیں قبول کیا علم تو تھا ناں ؟ کیا وجہ تھی ؟ ہٹ دھرمی تھی، عناد۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ تکبر ہے کہ ہم نہیں مانتے آخری نبی ہم میں سے، بنی اسرائیل میں سے کیوں نہیں ہے ؟ ! ہم تو نہیں مانیں گے عرب میں کہاں سے آ گیا نبی ہم تو نہیں مانتے۔ اللہ کی کتاب اللہ کا کلام تورات میں تحریف کر دی اپنے مطلب کے جو الفاظ تھے جو وہ چاہتے تھے اللہ کی کتاب میں وہ شامل کر دیا ہے اور جو نہیں چاہتے تھے اسے اللہ کی کتاب سے نکال دیا ہے ۔ یہاں تک کہ جرأت دیکھیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے رجم کی آیت (سنگسار کرنے کی آیت) تورات میں بھی موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری تورات میں بھی موجود ہے۔ تو کہتے ہیں نہیں ہے، کہتے ہیں لے آؤ تورات۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "تورات لے کر آؤ"۔ تورات لے کر آئی گئی "پڑھو تورات" پڑھتا گیا اور جہاں پر رجم والی آیت تھی ہاتھ رکھ دیا۔ آگے بھی پڑھا لیا پیچھے بھی پڑھ لیا جہاں پر ہاتھ تھا وہ نہیں پڑھا !

دنیا کی کتاب میں کوئی شخص اس طریقے سے کتاب کو پڑھے تو اسے کیا کہا جائے گا ؟ ہٹ دھرمی کی انتہا ہے کہ نہیں ؟ علم موجود ہے پتہ ہے لیکن ہٹ دھرمی کی انتہا دیکھیں کہ جو نہیں چاہتا ہاتھ رکھ دیا اس کے اوپر یعنی آنکھ سے نہیں گزرا آنکھ نے دیکھا نہیں ہے تو وہ ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا، کہتے ہیں "ہاتھ اٹھاؤ" ہاتھ اٹھایا، کہتے ہیں یہ کیا لکھا ہوا ہے ؟ جو دل چاہتا ہے وہ ہی دین ہے جو دل نہیں چاہتا وہ دین نہیں ہو سکتا تو ہٹ دھرمی کی انتہا۔ جب ہٹ دھرمی کی انتہا ہوئی تو اللہ کے غضب کی بھی انتہا ہوئی پھر یہ اللہ کی رحمت کے قابل ہیں ؟ نالائق لوگ ہیں ان پر اللہ کا غضب ہی نازل ہوگا تو

﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے راستے سے بچا جو ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ ہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا یا جن پر غضب کیا گیا۔

اور دوسری طرف دوسرے لوگ نصاریٰ ﴿الضَّآلِّيْنَ﴾ (گمراہ) ان کا بھی ایک راستہ تھا۔ ان کا کیا منہج تھا؟ گمراہی کا منہج کیا ہے ہمیشہ انسان کب گمراہ ہوتا ہے؟ جہالت کی وجہ سے تو دوسرا منہج جو موجود ہے جو باطل منہج ہے وہ ہے جو گمراہی کی طرف لے کر جاتا ہے وہ ہے جہالت کا منہج بغیر علم کے بات کرنا بغیر علم کے عمل کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس باطل منہج سے بھی بچا۔ یہ کس کا منہج ہے؟ نصاریٰ کا علماء فرماتے ہیں اور جو نصاریٰ کی اتباع کرتے ہیں۔ نصاریٰ عمل کرنے والے تھے رہبان تھے عبادت گزار تھے عبادت کرنا عمل کرنا جانتے تھے لیکن بغیر علم کے کرتے تھے۔ یہ کب تھا؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے۔ ان کو کیا کہا گیا؟ ﴿الضَّآلِّيْنَ﴾ (گمراہ)۔ بعثت کے بعد نصاریٰ نے بھی حق کو جان بوجھ کر حق کا انکار کیا حق کو رد کر دیا۔ تو وہ بھی ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ میں شامل ہوئے کہ نہیں؟ اب نصاریٰ جو ہیں یہودیوں کی طرح ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ بھی ہیں اور دونوں گمراہ بھی ہیں اور ہر وہ شخص جو ان کے منہج کی پیروی کرتا ہے وہ اس وعید میں شامل ہے۔

آمین کے لفظ کا تعلق سورۃالفاتحہ سے نہیں ہے آمین کا مطلب ہے کیونکہ یہ دعا ہے سورۃالفاتحہ میں **آمین** جو ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ "اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دعا قبول فرما، اے ہمارے ربّ! ہماری دعا قبول فرما"۔

اس سورۃ کے کتنے حصے ہوئے؟ تین حصے ہوئے پہلا حصہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، دوسرا حصہ مخلوق کا ہے، تیسرا دونوں کا ہے۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، ہمیں یہ بھی سبق اس سورۃ میں دیا گیا ہے کہ اگر دعا کرنی ہے تو دعا سے پہلے حمد وثناء بھی پڑھنی ہے اور یہ سنت ہے جیسے حدیث میں آیا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف سب سے پہلے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے بیچ میں ہے اور پھر تیسرا حصہ مخلوق کا ہے ہمارا ہے کہ ہمیں اپنے ربّ سے مانگنا کیا ہے۔

اس سے ہمیں ایک اور فائدہ بھی ملتا ہے کہ سورۃالفاتحہ کی علماء نے کہا ہے کہ سات آیتیں ہیں۔ کیا؟ البسملہ جو ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سورۃالفاتحہ کا حصہ ہے کہ نہیں، اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ البسملہ جو ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سورۃالفاتحہ کا حصہ نہیں ہے یہ الگ سے آیت ہے جو ہر سورۃ کی ابتداء میں بیان کی جاتی ہے اور ایک سورۃ کو دوسرے سے الگ کر دیتی ہے سوائے سورۃالتوبہ کی ابتداء میں نہیں ہے (سورۃالبراءۃ کی ابتداء میں نہیں ہے) اور سورۃالنمل کی آیات میں سے آیت ہے اس پر اجماع ہے اتفاق ہے۔

تو اس کی دلیل کیا ہے یعنی ہم نے کہا ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ البسملہ جو ہے یہ سورۃ الفاتحہ کی آیات میں سے نہیں بلکہ مستقل الگ سے آیت ہے؟ شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں دلیل کیا ہے؟ ایک دلیل میں نص بھی ہے اور سیاق اس سورۃ کا یہ دلیل ہے۔ نص کیا ہے؟ صحیح مسلم کی حدیث جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا تھا اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں کہ میں نے نماز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے میرے اور اپنے بندے کے بیچ میں "قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ" جب میرا بندا کہتا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ تو اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں سبحان اللہ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ جب بندہ کہتا ہے ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری حمد وثناء کی ہے۔ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ میری تمجید کی ہے۔ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے یہ وعدہ ہے میرا بندہ یہ وعدہ پورا کرے اور میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں، بندے کو کیا چاہیے مجھ سے ہدایت چاہیے یہ وعدہ پورا کر لے ہدایت اسے میں دوں گا۔ وعدہ کیا ہے؟ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ تک اس کا تعلق کس چیز سے ہے؟ اوپر والی تین آیات سے ہے۔ ﴿وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ سے لے کے آخر تک ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ تک اس کا تعلق دوسرے حصے سے ہے۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ" یہ میرے بندے کے لیے ہے جو میرا بندہ مجھ سے چاہتا ہے اور جو وہ مجھ سے چاہتا ہے میں اسے عطا کروں گا لیکن بشرطیکہ اس پر عمل کرے میرا بندہ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔

اگر ہم آیات کو گنیں اور دیکھیں تو میں نے کہا تین حصے ہیں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ﴿اَلْحَمْدُ﴾ سے لے کر ﴿الدِّيْنِ﴾ تک۔

دوسرا حصہ ﴿اِهْدِنَا﴾ سے لے کر ﴿الضَّآلِّيْنَ﴾ تک۔

درمیان میں کیا ہے؟ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾۔

اگر ہم گنیں ان آیات کو تو سات آیات ہیں درمیان میں کیا آنا چاہیے؟ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ناں۔

تین پہلے اور تین بعد میں درمیان میں تو آ گیا ناں۔ "نِصْفَيْنِ" دو حصے ہیں، میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ہے۔

تو پہلے تین کون سی ہیں؟ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ﴾۔

آخری تین کون سی ہیں؟ ﴿اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾۔ ٹھیک ہے؟

دوسری دلیل بھی ہے صحیح مسلم کی روایت میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میں نے نماز پڑھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدنا ابو بکر کے ساتھ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز کی ابتداء سورۃ الفاتحہ سے کرتے تھے بسم اللہ سے نہیں کرتے تھے)۔

تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بسم اللہ جو ہے سورۃ الفاتحہ کی آیتوں میں سے آیت نہیں ہے۔ سیاق کے اعتبار سے شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سیاق دیکھا جائے اس سورۃ کی آیات جو ہیں ان کی تقسیم اس طریقے سے ہوئی ہے (جیسا کہ ابھی بیان کیا ہے کہ تین آیتیں اللہ تعالیٰ کا حق ہیں تین آیتیں جو مخلوق کے بارے میں ہیں اور ایک آیت جو ہے جس میں دونوں کا ذکر ہے) اگر ان آیات کو تقسیم کیا جائے تو یہ دیکھا جاتا ہے اگر بسم اللہ کو ساتھ ملایا جائے تو ﴿اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ﴾ یہ یا ﴿صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ آخر تک جو ہے یہ لمبی سی آیت ہو جاتی ہے اور جو صحیح سیاق ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔

آپ دیکھیں ناں ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ سیاق ایک جیسا ہے کہ نہیں ہے اگر الگ الگ پڑھا جائے؟ لیکن اگر ﴿صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ ایک آیت ہو تو کتنی لمبی ہو جاتی ہے اور جو صحیح سیاق ہے وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ سورۃ کون سی ہے؟ مکی سورۃ ہے۔ مکی سورۃ میں کیا ہوتا ہے ہمیشہ؟ چھوٹی چھوٹی آیتیں ہوتی ہیں عمومی طور پر اور یہاں پر اگر اس سیاق کو دیکھا جائے تو بسم اللہ جو ہے وہ سورۃ الفاتحہ میں شامل نہیں ہے۔

الغرض، سورۃ الفاتحہ جیسا میں نے عرض کیا ہے شروع میں عظیم سورۃ ہے ایک طریقہ جو مختصر ہے تفسیر کا وہ بیان کیا گیا ہے ان شاء اللہ کسی اور درس میں ان شاء اللہ کسی اور طریقے سے مزید وضاحت کے ساتھ مزید کچھ اہم پیغام کے ساتھ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن اور سنت پر چلنے کی اور صحیح سمجھنے کی

توفیق عطا فرمائے منہج السلف پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر باطل منہج سے دور فرمائے اور محفوظ فرمائے، آمین ۔ واللہ اعلم۔

“سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ”

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (001: سورۃ الفاتحہ کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio